# پاک اغراض اور نیک مقاصد کو مد نظر رکھ کر نکاح کرنا چاہئے

(فرمودہ ۹ جولائی ۱۹۲۳ء)

۹۔ جولائی ۱۹۲۳ء ایک نکاح لہ کے خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسب ذیل تقریر فرمائی خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

انسانی کوشش تمام تر اس بات پر ہوتی ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے۔ دنیا میں ادنیٰ سے ادنیٰ اور جاہل سے جاہل انسان کو بھی ہم جب دیکھتے ہیں تو وہ دن رات اسی کوشش میں نظر آتا ہے کہ میں اپنے مقصد اور مدعا میں کامیاب ہو جاؤں۔ بعض دفعہ اس کا مقصد نہایت ادنیٰ اور رذیل ہوتا ہے لیکن چونکہ اس کا مقصد ہوتا ہے اس لئے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس میں کامیاب ہو جاؤں۔ بہت لوگ ایسے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں جو ان کی بھلائی کا موجب نہیں ہوتے بلکہ دکھ کا باعث ہوتے ہیں، ان کی عزت کا باعث نہیں ہوتے بلکہ ان کی رسوائی کا موجب ہوتے ہیں، ان کی ترقی کا ذریعہ نہیں ہوتے بلکہ ان کو تحت الثریٰ میں گراتے ہیں اور کوئی عقلمند اور دانا ان کو ان کے نقصان سمجھاتا اور باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے مگر بارہا دیکھا گیا ہے کہ وہ شخص جو کسی ادنیٰ مقصد کو اختیار کئے ہوتا ہے سمجھانے والے کی باتوں سے متاثر بھی ہوتا ہے اور کہتا ہے جو آپ نے کہا میرے سر آنکھوں پر مگر میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا یہ میرا مقصد اور مدعا ہے اس کو پورا کر لینے دیں پھر احتیاط کروں گا۔ ایسا شخص اپنے نفس کو خوش کرنے یا دھوکا دینے کے لئے کئی قسم کے بہانے تلاش کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے اس کام کو اگر میں نے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے۔ میں نے اس کے لئے اپنا وقت صرف کیا، روپیہ خرچ کیا میں اسے

یونہی چھوڑ دوں۔ غرض کئی قسم کے بہانے بناتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں اسے چھوڑنے کے لئے تو تیار ہوں مگر میرے لئے مجبوریاں ہیں۔ حالانکہ وہ مجبوریاں نہیں ہوتیں۔ کیا اگر کوئی غلطی سے زہر خرید لائے تو اس کو اس کے لئے کھالے گا کہ اس پر اس کے روپے خرچ ہوئے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اسے جو بتائے گا کہ یہ زہر ہے مت کھانا اس کا شکریہ ادا کرے گا اور اسے روپیہ بطور انعام دے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان جس امر کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے پھر اس کو چھوڑتا نہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مقاصد پر زور دیا ہے یہ نہیں کہا کہ یہ نہ کرو اور یہ کرو بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ مقصد رکھو اور یہ نہ رکھو۔ کیونکہ جو کچھ کوئی انسان کرتا ہے مقصد کے ماتحت ہی کرتا ہے دیکھو چوری، فریب، دھوکا، ظلم وغیرہ بذات خود کچھ نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہوتے ہیں اس مقصد کا جو انسان کے قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح روشنی کوئی چیز نہیں بلکہ یہ نام ہے گیس کے خاص طور پر جلنے کا، جس طرح بخار کچھ نہیں بلکہ یہ نام ہے حرارت کے تیز ہو جانے کا اسی طرح عمل بھی کوئی چیز نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہوتا ہے قلب میں پیدا ہونے والے ارادہ کا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص اگر کسی کو مارتا ہے تو اسے ظالم کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک ایسا شخص جس کی نیت مارنے کی نہیں ہوتی اس سے اگر کسی کو صدمہ پہنچ جاتا ہے تو اسے ظالم نہیں کہا جاتا۔ بعض دفعہ غلطی سے ہڈی بھی ٹوٹ جاتی ہے مگر اسے کوئی ملامت نہیں کرتا اور دوسرا اگر معمولی ٹھوکر سے بھی مارے تو اسے ملامت کی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ فعل کے نتیجہ کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ نیت دیکھی جاتی ہے۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ [۲] کہ جیسی انسان کی نیت ہوتی ہے ویسی ہی کام کی حقیقت ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس بات پر بحث کی ہے کہ اگر وضو کی نیت سے وضو نہ کیا تو وضو ہو جائے گا یا نہیں۔ مگر رسول کریم ﷺ کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی نیت کر کے وضو نہ کرے گا تو اس کے ہاتھ منہ صاف ہی نہ ہوں گے اور جس فعل کی نیت نہ کی جائے اس کا کوئی نتیجہ ہی نہیں نکلے گا۔ نتیجہ تو نکلے گا لیکن آگے نیت کے مطابق اس کا بدلہ ملے گا۔ پس نیتوں اور ارادوں کے ساتھ اعمال کا ثواب و عذاب ملتا ہے اور ان ہی کے ماتحت قدر ہوتی ہے یا بے قدری کی جاتی ہے۔

دنیا میں بہت سے لوگ شادیاں کرتے ہیں مگر ان کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ خدمت دین کے لئے شادی کریں مگر اتفاقاً ایسا ہو جاتا ہے کہ بیوی نیک اور دیندار مل جاتی ہے یا میاں نیک اور

متقی ہوتا ہے اس سے ان کو فائدہ ہو گا مگر اس لئے ثواب نہ ہو گا کہ دین کی خدمت کے لئے انہوں نے شادی کی۔ برخلاف اس کے ایک شخص اس نیت سے شادی کی کوشش کرتا ہے مگر بیوی خراب مل جاتی ہے تو اس کو ثواب ہو گا۔ پہلی صورت میں گو خاوند اچھا ہو یا بیوی اچھی ہو اور ان کو دین کی خدمت کا موقع مل جائے لیکن ان کا نکاح کرنا اچھا فعل نہ قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کی نیت نکاح سے خدمت دین کرنا نہ تھی اور دوسری صورت میں چونکہ نیت اچھی تھی گو اسے کسی وجہ سے دھوکا لگ گیا تو ثواب کا مستحق ہو گا۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اس کی نیت نیک تھی تو اعمال کے نتائج نیت کے ماتحت ہوتے ہیں اور بہت سی نیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے نیک نتائج نکل آتے ہیں۔ کیونکہ نیت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ میں نے مسمریزم کے متعلق کتابیں پڑھی ہیں اور خود عمل کر کے بھی دیکھا ہے تعجب ہوتا ہے کہ اچھا بھلا آدمی یہ کہنے سے کہ سو گیا کس طرح سو جاتا ہے۔ مگر سوتا اسی وقت ہے جبکہ عامل پختہ نیت کرے کہ معمول سو گیا اور یہ نیت کر کے جب اس پر توجہ ڈالتے ہیں تو وہ بھی وہی کچھ سوچنے لگ جاتا ہے جو عامل سوچتا ہے۔ پس بعض باتیں ایسی مضبوط ہیں کہ جس طرح چلنا چاہتی ہیں اسی طرح کرالیتی ہیں اگر شادی کرنے والا یہ نیت کرلے کہ نیک بیوی کرنی ہے تو اگر بد بیوی بھی ہوگی تو نیک ہو جائے گی یا بد خاوند ہو گا تو نیک ہو جائے گا۔ اور اگر ان میں تغیر بھی نہ ہو گا تو شادی کرنے کے فعل سے ان کو ثواب ضرور ہو گا۔ پھر جس طرح باطن کا اثر ظاہر پر ہوتا ہے اسی طرح اگر باطن کی اصلاح کرلی جائے یعنی نیت نیک اور درست کرلی جائے تو ظاہر بھی درست ہو جاتا ہے۔

کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باطل خیال پر ہوتے ہیں لیکن جب وہ اپنے خیال کی اصلاح کرلیتے ہیں تو ظاہر میں بھی نیک ہو جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سناتے تھے کہ ایک شخص نے خیال کیا کہ ایسا طریق اختیار کروں گا کہ لوگ مجھے بڑا متقی اور پرہیزگار سمجھیں اس نیت سے اس نے عبادت کرنی شروع کی لیکن جب باہر نکلے تو لوگ یہی کہیں کہ بڑا مکار ہے۔ اسی طرح جب کچھ عرصہ رہا اور اسے کامیابی نہ ہوئی تو اس نے کہا آؤ اپنا خیال ہی درست کرلوں اور خدا کے لئے عبادت کروں۔ ادھر اس نے یہ نیت کی ادھر ایسے سامان ہو گئے کہ جن سے اس کی یہ نیت مستقل ہو جائے اب اس میں سادگی اور نورانیت آگئی ہوگی جب وہ باہر نکلا تو بچے بھی کہنے لگے کہ یہ بڑا بزرگ اور پرہیزگار ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفہ اول سناتے۔ ایک شخص کی اس طرح اصلاح ہوئی کہ اس کا ایک

دوست تھا اس کو ساتھ لے کروہ پیر بن گیا- جہاں جائے اس کا ساتھی اس کی کرامتیں سنانے لگے اور لوگ نذریں لائیں- ایک دن شام کو دن کی آمدنی دیکھ کر اپنے اس پاکھنڈ پر ہنس رہے تھے اس وقت اسے خیال آیا خدا سے جھوٹا تعلق بنانے پر اس قدر فائدہ ہو رہا ہے اگر سچا تعلق ہو تو کس قدر ہو گا- یہ خیال آتے ہی اس کی حالت بدل گئی اور اس کی اصلاح ہو گئی تو بعض دفعہ انسان بناوٹی طور پر نیک نیت بناتا ہے مگر اس کی اصلاح ہو جاتی ہے-

شریعت اسلامیہ نے نکاح جو رکھا ہے اس میں بھی یہی حکم دیا ہے کہ نیت نیک کرو- اس کے لئے اگر کوئی بناوٹی طور پر بھی نیک نیت کرلے تو وہ حقیقت کا رنگ اختیار کر لے گی- ہماری شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ نکاح کرتے وقت تقویٰ مد نظر رکھو- رسول کریم ﷺ نے فرمایا- کوئی حسن کے لئے شادی کرتا ہے- کوئی مال کے لئے کوئی ذات کے لئے مگر اے مؤمن تو دیندار عورت تلاش کر- [۳] اب دیکھو یہ ضروری نہیں کہ جو دیندار ہو وہ حسین نہ ہو یا مالدار نہ ہو یا اعلیٰ خاندان کی نہ ہو- ہو سکتا ہے ایک عورت دیندار بھی ہو اور مالدار بھی یا دیندار بھی ہو اور حسین بھی ہو یا دیندار ہو اور اعلیٰ ذات والی بھی ہو- اور یہ سب باتیں بھی ایک جگہ جمع ہو سکتی ہیں- اگر شادی کرنے والا تقویٰ کی نیت کرلے تو اس کی وہ غرض بھی پوری ہو جائے گی جو چاہتا ہے اور نیت کا ثواب بھی مل جائے گا- مثلاً کوئی کہے شہوانی قوت کے لئے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر وہ یہ نیت کرلے کہ دیندار بیوی کروں گا تو بھی اس کی شہوانی قوت پوری ہو سکے گی- شریعت نے ایسے شخص کو جو نکاح نہ کرے بطّال قرار دیا ہے- اگر شریعت میں نکاح کا حکم نہ ہوتا تو کہا جاتا کہ شہوانی ضرورت کے پورے ہونے کا کوئی سامان نہیں کیا گیا لیکن جب شریعت نے نکاح ضروری قرار دیا ہے- تو پھر نیت کی اصلاح میں کیا حرج ہو سکتا ہے- اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں گھر کی حفاظت یا کھانا پکانے اور بچوں کی پرورش کے لئے شادی کرنا چاہتا ہوں- لیکن اگر وہ دین کی نیت کرلے تو کیا اس کی بیوی مال کی حفاظت نہ کرے گی کھانا نہ پکائے گی بچوں کی پرورش نہ کرے گی- نیت نیک کرلینا تو دراصل مفت کرم داشتن والی بات ہے اور مفت میں خدا کے فضل کا جاذب بنتا اور ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ اس نیت سے کی ہوئی شادی شہوانی قویٰ بھی پورے کرے گی مال کی حفاظت بھی ہو گی بچوں کی پرورش بھی ہو گی- غرض جو کچھ بیوی کرتی ہے وہ بھی کرے گی مگر زائد یہ ہو گا کہ ثواب حاصل ہو جائے گا اور جو نیت کرلے گا خدا اس کی نیت کو بھی پورا کر دے گا اور اس مقصد کے پورا ہونے میں برکت

دے گا۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو نکاح کرتے وقت یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور اپنی نیت کو نیک بنانا چاہئے تاکہ اس کے نیک نتائج مرتب ہوں۔

(الفضل ۲۴۔ جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۵، ۶)

۱؎ فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔

۲؎ بخاری کتاب الایمان باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ

۳؎ بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین